۱۔ جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں

علّامہ اقبال

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
آبگینہ	شیشہ	محمل	کجاوہ ۔ اونٹ کے اُوپر پالکی
ارادت	عقیدت	مکین	رہنے والا
خرقہ پوش	درویشانہ ۔ فقیری لباس	مَے	شراب
سفینہ	کشتی	نا خُدا	ملاح
شمعِ کُشتہ	بجھی ہوئی شمع	نفس	سانس
ظلمت خانہ	اندھیرا گھر	نکتہ چین	تنقید کرنے والا
قرینہ	طریقہ	یدِ بیضا	روشن اور چمک دار ہاتھ

اشعار کی تشریح

شعر نمبر۔1

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں

وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

تشریح:

غزل کے مطلع میں شاعر علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالی کو اس پوری کائنات میں تلاش کر رہا تھا لیکن جب دل کے اندر جھانکا تو میرے دل کی گہرائیوں میں، میں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالی تو میرے دل میں رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:۔

"میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں" علامہ محمد اقبالؒ کہتے ہیں۔ میں ربِ کائنات کو آسانوں اور زمینوں میں تلاش کر رہا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اللہ تعالی کا کوئی خاص گھر اور ٹھکانہ ہوگا۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ کیونکہ جب میں نے ٹھنڈے دل سے غور کیا تو میں نے دیکھا کہ اللہ کا گھر تو میرا دل ہے۔ اور وہ میرے دل کے اندھیروں میں رہتا ہے۔

شعر نمبر۔2

www.ilmkidunya.com

کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں

کہ لیلی کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں می

تشریح:

مجنوں سے مخاطب ہو کر علامہ محمد اقبالؒ کہتے ہیں۔ کہ تو لیلی سے گلاِ کیوں کرتا ہے۔ کہ لیلی مجھ سے پردہ کرتی ہے۔ اور ڈولی میں بند بیٹھی ہے۔ تمہارا یہ گلہ درست نہیں۔ کیونکہ تم خود بھی آباد بستوں سے دور صحراوں میں تنہا بھٹکتے پھرتے ہو۔

اور کسی کو اپنی صورت نہیں دکھاتے۔ یہ شعر اُن لوگوں کے بارے میں ہے۔ جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور خدا کے عشق کا دعوی کرتے ہیں۔ اور مخلوقِ خدا سے میل جول نہیں رکھتے۔ کیوں کہ خود شناسی کے بعد ہی انسان ہر چیز کی پہچان کر سکتا ہے۔ اپنے دل کی دنیا میں غوطہ زن ہو کر ہی انسان خودی سے واقف ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد اُس پر زندگی کے تمام راز کھل جاتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر۔ 3

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے ہیں

مگر گھڑیاں جُدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

تشریح:

شاعر اس شعر میں عشقِ مجازی کے متعلق بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محبوب کے عشق میں اُس سے ملاقات کا وقت اس اس طرح تیزی سے گزرتا ہے گویا مہینے لمحے بن گئے ہوں لیکن محبوب کی جدای میں ایک لمحہ بھی مہینے جتنا لمبا ہوتا ہے۔ اس شعر میں علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ سچے عاشق اپنے محبوب کے دیدار سے سیر نہیں ہوتے۔ محبوب کے دیدار کے دوران مہینے بھی گزر جایں وہ اُن کے لیے ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہوتے۔ جبکہ اپنے محبوب سے جدای کی ایک گھڑی اسے مہینوں سے زیادہ طویل لگتی ہے۔

شعر نمبر۔ 4

www.ilmkidunya.com

مجھے روکے گا تُو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے

کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

تشریح:

ہر انسان کی تقدیر اللہ تعالی لکھتا ہے۔ اس لیے انسان کی قسمت میں اللہ تعالی نے جو کچھ لکھ دیا ہو، اُسے وہی ملتا ہے یا اُسے اُنہی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح اللہ تعالی نے اُس کے لیے لکھ دیا ہو۔ اے سمندر میں کشتی چلانے والے ملاح ! تو مجھے ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا۔ جن لوگوں کے مقدر میں ڈوبنا اور سمندر میں غرق ہونا لکھا ہے۔ اس کو ڈوبنے سے تمہاری کشتی نہیں بچا سکتی۔ وہ کشتی سمیت ڈوبیں گے۔ اور بچیں گے نہیں ۔ اسی لیے تمہاری یہ کوشش بے سود ہے۔ انسان کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے اُسے وہی ملتا ہے جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

شعر نمبر5

جا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس اُن کی

الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے اللہ تعالی کے نیک اور پاکباز بندوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالی کے پسندیدہ بندوں کو اللہ تعالی نے ایمان کی اسی بات سے نوازا ہوتا ہے کہ وہ اپنی پھونک سے بجھی ہوئی شمع بھی جلا سکتے ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں اللہ تعالی کے ایسے سچے عاشق موجود ہیں۔ جن کی سانس میں اتنی حدت اور گرمی ہے۔ کہ اگر وہ موم بتی کو پھونک ماریں۔ ان کی سانس کی گرمی سے شمع جل اُٹھتی ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ خدا اسے سوال کر رہے ہیں کہ یا اللہ ! یہ کونسی قوت ہے۔ جو اُن کے سینوں میں موجود ہے۔ اقبال کا اشارہ عشقِ الٰہی کی طرف ہے۔

شعر نمبر۔6

نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی ، ارادت ہو تو دیکھ ان کو

یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تشریح:

www.ilmkidunya.com

اس شعر میں شاعر اللہ تعالی کے ان نیک بندوں کی بات کرتا ہے جو بظاہر تو پیوند لگے کپڑوں میں مالبوس ہوتے ہیں مگر ان سے عقیدت رکھنے والے ہی جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کو غیر معمولی روحانی قوتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کی آستینوں میں "یدِ بیضا چھپے ہوتے ہیں۔ شاعر نے یہاں تلمیح کی صنعت استعمال کی ہے اور " یدِ بیضا" کہہ کر حضرت موسیؑ کے معجزے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنی آستین کے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ چمکنے لگتا۔

اس شعر میں علامہ اقبالؒ خدامست درویشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھٹے پرانے کپڑے اور گدڑیاں اوڑھے فقیروں اور درویشوں سے اگر تمہیں عقیدت ہے اور اُن کو سمجھنا چاہتے ہو تو اُن کے پاس کچھ وقت گزار کر دیکھو۔ موسیؑ کو یدِ بیضا اور اس جیسے دیگر معجزے عطا کیے گیے تھے۔ وہ تمام معجزے ان درویشوں کو بھی دیے گیے ہیں اور اُن کی آستینوں میں اُن کے ہاتھ جگ مگ جگ مگ کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ رسول اللہؐ کا اُمتی اگر اللہ کا سچا عاشق بن جائے۔ تو وہ پیغمبر کے درجے تک پہنچ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض پیغمبروں نے موسیٰؑ سمیت یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ کاش ! ہم نبی آخر زمانؐ کے اُمتی ہوتے۔

<u>شعر نمبر-7</u>

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا

www.ilmkidunya.com

یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

تشریح:

اقبال نے اس شعر میں محبت کے جذبے کو "مے" یعنی شراب کہا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ محبت کا نشہ بھی شراب کے نشے کی طرح ہوتا ہے۔

عشق و محبت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو کسی سخت دل میں نہیں سما سکتا۔ اس کے لیے ایسے نرم دل کی ضرورت ہے۔ جو آئینے کی طرح نازک اور ٹوٹنے والا ہو۔ کیونکہ عشق کی مثال شراب کی سی ہے۔ عشق میں بھی نشہ اور شراب میں بھی نشہ ہوتا ہے۔ عاشق بھی اپنے حال میں مست ہوتا ہے اور شرابی بھی۔ چونکہ شراب کو لوگ شیشے کے نازک برتنوں میں سنبھال کے رکھتے ہیں۔ اس لیے عشق کی حفاظت کے لیے بھی نرم و نازک دل کی ضرورت ہے۔ سنگدل شخص کے دل میں نہیں ہوتا۔

شعر نمبر-8

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی اُن کو جمال اپنا

www.ilmkidunya.com

بہت مدّت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

تشریح:

اس شعر کی تشریح ہم حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں کر سکتے ہیں۔ مجازی معنوں میں اقبالؔ اپنے محبوب سے مخاطب ہے کہ اسے محبوب بہت عرصے سے تیرے چاہنے والے تیرے دیدار کے طالب ہیں اور تیرے حُسن کے چرچے ان تیز فہم لوگوں میں کافی عرصے سے ہو رہے ہیں اس لیے تو سامنے آ اور اِنھیں اپنے حُسن کا جلوہ دکھا دے۔ علامہ محمد اقبالؒ کہتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے سکالروں اور دانشوروں نے خدا کے وجود پر بحث کی ہے۔ اور یہ بحث اب بھی جاری ہے۔ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں گومگو اور شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ علامہ اقبالؒ اللہ تعالی سے کہتے ہیں کہ یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے بصیرت عطا کی ہے۔ اور اس بصیرت کی وجہ سے میں نے تیرے جمال کا مشاہدہ کیا ہے۔ تو ان دانشوروں اور باریک بین لوگوں کو بھی بصیرت عطا کر تاکہ وہ تیرے جمال کا مشاہدہ کر کے گومگو کی حالت سے نکل سکیں۔ اور دہریت سے بچ جائیں۔

شعر نمبر۔ 9

خموش اے دِل بھری محفل میں چلاّنا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ محبت کا راستہ بہت کھٹن اور آزمائش طلب ہوتا ہے۔ اس میں بہت سی مشکلات اور مصاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کہتے ہیں کہ محبت کا پہلا اصول یہ ہے کہ عاشق اپنے محبوب کے آگے خاموش کھڑا رہے اور اس کی حرکات و سکنات مودبانہ ہوں۔ اس لیے وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے دل! تو محبوب کے روبرو کیوں چلتا اور آہ و زاری کرتا ہے۔ چلانا اور شور مچانا بے ادبی ہے۔ اس حرکت سے تمہیں عاشقوں کی فہرست سے خارج بھی کیا جا سکتا ہے۔ محبوب کے آگے ہر دم عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہے۔ تا کہ اس کو تم پر رحم آجائے ۔ اور اس کے دل میں تمہارے لیے ہمدردی پیدا ہو جائے۔ شور مچا کر اور چیخ چیخ کر تو محبوب کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس حرکت سے تمہارا شمار گستاخوں میں کیا جائے گا۔

شعر نمبر-10

www.ilmkidunya.com

بُرا سمجھوں اُنھیں، مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا

کہ میں تو خود بھی ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

تشریح:

غزل کے مقطع میں شاعر کہتا ہے کہ جو لوگ مجھ پر تنقید کرتے ہیں اور میری ذات میں خامیاں تلاش کرتے ہیں میں انہیں غلط خیال نہیں کرتا۔ کیوں کہ جب وہ میری خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں تو مجھے انھیں سدھارنے کا موقع ملتا ہے اور میں اس لیے بھی ان کی تنقید اور نکتہ چینیوں کو برا نہیں کہتا۔ اس غزل کے آخری شعر میں علامہ اقبالؒ نے اُن لوگوں کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو اقبالؒ کے بدخواہ تھے اور جن کا خیال تھا کہ اقبال اُن سے نفرت کرتا ہے۔ اُن سے مخاطب ہو کر اقبالؒ

کہتے ہیں کہ میری نظروں میں ایک شخص بھی برا نہیں۔ مجھے تمام لوگوں سے محبت ہے۔ اور میں ہر ایک کو اپنے آپ سے اچھا اور برتر سمجھتا ہوں۔ میں دوسرے لوگوں پر نکتہ چینی کیسے کر سکتا ہوں۔ اور اُن کو بُرا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میں تو خود اپنا نکتہ چین ہوں۔ مجھ میں خو ڈھیر ساری خرابیاں ہیں۔ اور جو خود بُرا ہو۔ وہ دوسروں کو بُرا کیسے کہہ سکتا ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کی یہ غلط فہی دور ہونی چاہیے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اقبالؒ ان سے نفرت کرتا ہے اور انہیں بُر ا سمجھتا ہے۔ (بانگِ دَرا)